www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تہذیب و معاشرت

ڈاکٹر حمید اللہ

سیاست و معاشرت ابنِ حزمؒ کی نظر میں

ابو محمد کنیت ہے۔ احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح نام ہے۔[۱] پیدائش: ۳۸۴ھ[۲] جبکہ وفات: ۴۵۶ھ[۳] کی ہے۔

ان کے متعلق علماء کی آراء

امام غزالیؒ نے ابن حزمؒ کی جلالتِ علمی اور عظمت ذات کا اعتراف کیا ہے۔[۴] ابن خلکانؒ لکھتے ہیں۔ "ابن حزمؒ علوم حدیث اور فقہ کے امام تھے۔[۵] اخلاق فاضلہ کے مالک تھے"۔ سعید الافغانی اور منتصر الکتانی کے نزدیک "ابن حزمؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھا"[۶] خیر الدین الزرکلیؒ کے مطابق "ابن حزمؒ کتاب و سنت کے ماہر تھے۔ حق گو اور بیباک تھے" انہی کے بارے میں یہ مقولہ بھی منقول ہے لسان ابن حزم و سیف الحجاج شقیقان[۷] کہ "ابن حزم کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار سگی بہنیں ہیں"۔

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں "ابن حزم بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے"[۸] عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں:

"ابن حزم فقیہ، ادیب، ماہر اصول، محدث، حافظ اور تاریخ دان تھے"[۹]

ابن حزمؒ کی کثرتِ تالیفات

مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ ابن حزمؒ اہل اسلام میں سب سے زیادہ تصنیف کرنے والوں میں ہیں۔ اس تاریخی حقیقت کی تائید ابن حزمؒ کے شاگرد صاعد اور ان کے صاحبزادے فضل بن حزم نے کی ہے۔ صاعد نے فضل سے یہ روایت کی ہے کہ فقہ، حدیث، اصول، مِلَل و نحل (ادیان) تاریخ، فلسفہ، ادب، مخالفین پر رد کے سلسلے میں حافظ ابن حزم کی کتابوں کی تعداد چار سو جلدوں تک پہنچتی ہے جو تقریباً ۸۰ ہزار اوراق پر مشتمل ہیں۔[۱۰]

ابن حزمؒ کے نزدیک سیاسی فکر

ابن حزمؒ نے سیاسی فکر کے بہت سے قضیوں پر تاریخی و تشریحی اور کلامی پہلو سے بحث کی ہے۔ جن قضیوں کا ابن حزمؒ نے تحقیق و تجزیہ کیا ہے اور اسلام کے سیاسی فکر سے جن کا بڑا تعلق و ربط رہا ہے وہ حکم و ثالث اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب کے بارے میں خوارج کے نظریات و خیالات ہیں۔ نیز امور سیاست میں صحابہ کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت کے معاملہ میں اور اسلام کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
© rasailojaraid.com

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نظام خلافت اور اس کے متعلق ولایت و قضاء نیز حقوق و واجبات وغیرہ جیسے مسائل ہیں شیعہ سنی وغیرہ جیسے فرقوں کے نظریات و خیالات پر بھی آپ نے تحقیق و تنقید کی ہے۔

مذہبِ خوارج کے بارے میں ابن حزمؒ کی رائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقعہ تحکیم اور اس سلسلے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاصؓ کے فیصلے نے اسلامی تاریخ میں سیاسی نظریات والے فرقوں کے ظہور کی داغ بیل ڈالی۔ یہ بات سب سے پہلے اس وقت ہوئی جب کہ واقعہ تحکیم کے نتیجہ میں ایک گروہ (اس گروہ کو خوارج کہا جاتا ہے) نے حضرت علیؓ کے لشکر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیونکہ یہ کام اس گروہ کی خواہش نفس کے مطابق نہیں ہوا تھا ان کا نعرہ تھا "لاحکم الاللّٰہ"[11] (اللہ کے علاوہ کسی کا قانون و حکم ماننے کے لائق نہیں) اس نعرہ کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان کا نعرہ حق ہے مگر مقصود باطل ہے۔ "کلمۃ حق ارید بہ الباطل" ——— ان خوارج کے بارے میں ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

"خوارج سے حضرت علیؓ کا قتال ایک کافی و وافی فتح ہے۔ لوگوں کو خوارج کے اس طریقِ کار سے اس قدر خوف و وحشت، قتل و غارت گری لاحق ہوئی جو مجہول (غیر معروف) نہیں۔ اسے کیوں کر فتح نہ کہا جائے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ سے خود ڈرایا تھا"۔[12]

دوسری طرف ابن حزمؒ نے مرتکبِ کبیرہ کے بارے میں خوارج کی رائے کی مخالفت کی ہے ان خوارج کی اکثریت کی رائے ہے کہ مرتکب کبائر کافر ہے، مسلمان نہیں۔[13]

ابن حزمؒ کا موقف یہ ہے کہ

"ایک یا ایک سے زیادہ کبیرہ گناہوں کا جو مرتکب توبہ کئے بغیر مرگیا اس کے بارے میں موازنہ کا حکم ہے چنانچہ جس کی نیکیاں گناہوں کے بالمقابل وزنی نہیں، اس کے سارے کبیرہ گناہ اور برائیاں ساقط قرار پائیں گی اور ایسا شخص اہل جنت میں سے ہے، داخل جہنم نہیں ہوگا۔ اگر شخص مذکور کی نیکیاں کبیرہ گناہوں اور بدیوں کے برابر نہیں تو وہ اعراف والوں میں سے ہے اور جن لوگوں کے کبیرہ گناہ اور برائیاں نیکیوں پر بھاری ہیں ان کو نیکیوں کے بالمقابل جس قدر برائیاں بھاری ہوں۔ اس کے مطابق سزا ملے گی"[14]

سیاسی اعتبار سے مذکورہ بالا رائے کی قیمت و حیثیت یہ ہے کہ اس سے اس کشادگی کا فاصلہ اور دائرہ واضح ہو جاتا ہے جس میں اسلامی حکومت ہوا کرتی ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ دارالاسلام میں کبیرہ گناہوں کا مرتکب داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اپنے مخالفین کی تکفیر کے سلسلے میں خوارج کا موقف سیاسی معاملات میں قابل قبول ہے یا نہیں؟ ——— میری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں ابن حزمؒ کا نظریہ خارجی و معتزلی فرقوں کے نظریات کے بالمقابل اسلامی فکر کی روح سے قریب تر ہے۔

صحابہ کے درمیان مفاضلہ

مفاضلة بين الصحابة (صحابہ کو ایک دوسرے سے افضل قرار دینا) کے متعلق ابن حزمؒ کے افکار کا خلاصہ یوں ہے۔[15]

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سب سے افضل حضرت عائشہؓ و خدیجہؓ ہیں۔
۲۔ خلفاء راشدین ترتیب خلافت کے مطابق ایک دوسرے سے افضل ہیں۔
۳۔ مہاجرین اولین
۴۔ بیعت عقبہ والے صحابہ
۵۔ اہل بدر
۶۔ غزوات میں شریک ہونے والے صحابہ
۷۔ تابعین عظام
۸۔ تمام عجمی و عربی مسلمان

حکومت اور نظامِ حکومت کے سلسلے میں ابن حزمؒ کا نظریہ

ابن حزمؒ کے نزدیک "امارتِ عامہ" فرض لازم ہے اور اُمت پر ایک ایسے امام عادل کی اطاعت واجب ہے جو لوگوں میں اللہ کے احکام قائم کرے اور قوانین شریعت کے مطابق نظام چلائے۔[16] امت کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ امام کے انتخاب میں تردّد سے کام لے۔ خلیفہ کی بیعت کے بغیر کوئی مرجائے تو اس کی موت جاہلیت پر ہوگی۔[17] امامتِ عامہ کا واجب ہونا نقلی اور عقلی دلیلوں سے ثابت ہے۔ نقلی دلائل میں سے ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾

عقلی دلیل یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جھگڑوں اور ظلم ختم کرکے انصاف فراہم کرنے کے لئے کسی ایک کو ذمہ دار اور بااختیار بنائے بغیر ممکن نہیں۔[18]

شرائطِ امامت

دوسرے ائمہ کی طرح ابن حزم کے نزدیک بھی امامت (امارت) کے لئے درج ذیل شروط ہیں۔ عاقل، بالغ، مرد، فاضل، فرائض کا پابند، متقی، نرم مزاج، عالم، اچھی سیاست و اُمرا اور احکام نافذ کرنے میں قوت رکھنے والے وغیرہ[19]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام (خلیفہ) کا انتخاب

ابن حزمؒ کے نزدیک انتخابِ خلیفہ کے تین طریقے ہیں:

۱- سب سے افضل طریقہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ مرنے والا خلیفہ اپنی موت کے بعد کسی کو خلافت کے لئے ولی عہد بنا جائے۔[۳۰]

۲، ۳- دوسرا اور تیسرا طریقہ انتخاب یہ ہے کہ خلیفہ ولی عہد بنائے بغیر مرجائے اور اس کے بعد خلافت کی پوری شرطیں رکھنے والا شخص آگے بڑھ کر اپنی بیعت کی طرف دعوت دے جیسا کہ حضرت علیؓ نے کیا تھا یا کہ خلیفہ وقت اپنی موت سے پہلے کسی فرد یا جماعت کو انتخاب خلیفہ کا ذمہ دار بنا جائے جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کیا تھا۔[۳۱]

ابن حزمؒ نے ولی عہد بنانے کے طریقے کو آزادانہ انتخاب پر ترجیح دی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ آپ اموی حکومت خصوصاً اندلس کی اموی حکومت کے طریق کار سے متاثر ہوئے ہوں۔ ظاہری ہونے کے باوجود یہ موقف واقعتاً حیرت انگیز ہے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ نے کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔

اسلامی حکومت کی غرض و غایت اور اس کی اہم باتیں

ابن حزمؒ کے نزدیک خلیفہ پر اسلامی حکومت کے اہداف و مقاصد کو بروئے کار لانے کی نیز اس کی خارجہ پالیسی اور دوسری حکومتوں کے ساتھ روابط نیز داخلی امور کے انتظامات کو درست رکھنے کی ذمہ داری ہے تاکہ جماعت اور لوگوں کی معاشی حالت ٹھیک رہے۔

ابن حزمؒ کے نزدیک بالاجمال خلیفہ کے دس واجبات ہیں:

۱- دین کے اصولِ مقررہ اور اجماعِ سلف کے مطابق دین کی حفاظت

۲- جھگڑا کرنے والوں کے درمیان احکام کا نفاذ اور نزاع کرنے والوں کے درمیان قطع نزاع

۳- لوگوں کی عزت، مال اور جان کی حفاظت

۴- حدود اللہ کا نفاذ

۵- دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے سرحدوں کی حفاظت اور استعدادِ جہاد۔

۶- دعوت و تبلیغ کے بعد بھی انکار کرنے والوں کے خلاف مسلح جہاد

۷- شرعی قواعد کے مطابق صدقات (زکوٰۃ) اور مال فئی کی وصولی۔

۸- بیت المال کا انتظام و انصرام

۹- امین، دیانتدار اور باصلاحیت لوگوں کو مناسب عہدوں پر فائز کرنا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۱۰۔ خلیفہ بذات خود معاملات کی نگرانی کرے اور احوال کی تحقیق و چھان بین بھی تاکہ قوم کے لئے درست پالیسی اور صحیح حفاظت کا اہتمام کیا جاسکے۔ (۲۲) "تلك عشرة كاملة"

ان اجمالی نکات کے بعد ابن حزمؒ کے نزدیک خلیفہ پر ضروری ہے کہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کرے کہ وہ سوار ہو کر لوگوں میں گشت کرے تاکہ اسے عوام الناس دیکھیں۔ ہفتہ کے بقیہ چھ دنوں کو امور و معاملات کی دیکھ بھال اور اہل علم و اہل حل و عقد کے ساتھ مجالست کرنے اور مشورہ وغیرہ لینے کے لئے خاص کرے۔

رات میں اپنے بال بچوں اور اہل عیال و ازواج کے لئے فارغ رہے، اسی طرح اپنے وزراء باعظمت قضاۃ، علماء و اطباء اور اصحاب قلم میں سے بنائے۔ نماز کا ذمہ دار ایسے شخص کو بنائے جو قاری قرآن اور عالم احکام ہو۔ جب کوئی پیچیدہ معاملہ پیش آئے تو اس سلسلے میں اپنے اصحاب' حکّام اور فوجیوں سے مشورے لے۔

خلیفہ کے لئے جاسوسی (کسی کے خلاف) کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص کھلم کھلا حدود کو پامال کرتا ہو تو اس کے خلاف مناسب کاروائی کرے۔ نظام ڈاک کا انتظام و انصرام کرے۔

خلیفہ ملک کے تمام اطراف و جوانب میں زکوۃ وصول کرنے والے ایسے عمال بھیجے جو احکام زکوۃ کے عالم ہوں۔ خراج کے لئے حاکم مقرر کرے اور تمام امور کے لئے حکام و عمال مقرر کرے یعنی نماز، حدود، عدالتی امور، لشکر و فوج، پولیس، کوتوال وغیرہ اسی طرح خلیفہ پر ضرور ہے کہ وہ اپنا ایک دیانتدار اور ماہر خزانچی مقرر کرے۔ نیز اسلحہ کا بھی ایک مسئول (ذمہ دار) ہونا چاہئے، میراث کے معاملات کا ایک ناظر (نگران) ہونا چاہئے۔

خلیفہ پر ضروری ہے کہ بدکاروں اور دوسرے مجرموں کے لئے مناسب جیل خانے بنوائیں اور عورتوں کے لئے الگ جیل خانہ بنوائیں۔

نماز کے علاوہ مذکورہ بالا تمام محکموں میں عورت کو نگران بنانا ابن حزمؒ کے نزدیک جائز ہے۔ خلیفہ عورت نہیں بن سکتی، اس لئے کہ ان کے نزدیک مرد ہونا خلیفہ کی شروط میں شامل ہے۔

ابن حزمؒ غلام کو عدالت کا حاکم بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کے لئے زورِ خلفاءِ راشدین کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (۲۳)

ایک خلیفہ کو معزول کرکے دوسرے کی تقرری

ابن حزمؒ اپنے پرفتن دور طوائف الملوکی کے زمانے کو پیش نظر رکھ کر خصوصاً شاہان طوائف کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ لوگ خائن و بدکار ہیں۔ لوگوں کے مال پر ڈاکہ زنی سے پرہیز نہیں کرتے، مسلمانوں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پر ٹیکس، خراج اور جزیہ عائد کرتے ہیں اور ٹیکس اور جزیہ وصول کرنے کے لئے راستوں کے اہم مقامات پر یہودیوں کو مقرر کرتے ہیں"۔ (۲۴)

خلیفہ اگر درست راستے پر نہ آئے اور کتاب و سنت کی مخالفت کرے تو "العنف الدموی" (سخت خون ریزی) کی اجازت ہے۔ اگر خلفاء کتاب و سنت کے مطابق ہم پر حکومت کریں تو ان کی اطاعت ضروری ہے۔ (۲۵)

حکمرانوں کے خلاف مقابلہ مشکل ہو تو ابن حزمؒ نرم رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں:

(ا) ان حکمرانوں سے ظلم و زیادتی سرزد ہو جائے تو انہیں خطاب کرکے نصیحت کی جائے۔ (۲۶)

(ب) اگر بذریعہ خطاب نصیحت ممکن نہ ہو اس کی کم از کم مذمت کی جائے۔ مدح و تعریف سے باز رہے۔ (۲۷)

(ج) اگر یہ طریقہ بھی ممکن نہ ہو تو کم از کم دل سے نفرت کرے۔ (۲۸)

(د) نافرمان حکمران کی زبان یا ہاتھ سے مدد نہ کی جائے۔

(ھ) اگر ان سے معاملہ داری کرنا ضروری ہو تو صرف اضطراری حد تک گنجائش ہے جس طرح یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاملہ داری پر اضطراری صورت میں کرسکتے ہیں۔ (۲۹)

دوسری حکومتوں کے ساتھ سرکاری تعلقات

دور جدید میں جس کو "العلاقات الدولیہ" یعنی دوسرے ممالک سے تعلقات اور خارجہ پالیسی کہا جاتا ہے، اس سے متعلق متعدد معاملات پر ابن حزمؒ نے حل نکالنے کی تجویز دی ہے:

(ا) ابن حزمؒ کے نزدیک زمین پر بسنے والے ہر مومن و کافر کے لئے اسلامی قانون لازم ہے۔ دلیل کے لئے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔ جیسے اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَآ اَرسَلنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ ﴾ (سورۃ السبا:۲۸) "آپ کو ہم نے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے"۔ ان کے خیال کے مطابق کفار بھی شرائع اسلام کے مکلف ہیں مگر عبادت کی قبولیت کے لئے شرط اسلام ہے۔ بغیر اسلام کے عبادات قابل قبول نہیں مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ (۳۰)

(ب) ابن حزمؒ کے نزدیک مشرکین کے ساتھ وہی معاہدے صحیح ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں چنانچہ ابن حزمؒ کے نزدیک مشرکین مکہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جو صلح کی تھی۔ اس کی ان دفعات کو قرآن مجید نے منسوخ قرار دے دیا تھا۔ دلیل کے لئے اللہ کا یہ فرمان پیش کیا ہے: ﴿ فَاِن عَلِمتُمُوهُنَّ مُومِنٰتٍ فَلَا تَرجِعُوهُنَّ اِلَى الكُفَّارِ ﴾ (سورۂ ممتحنہ:۱۰) یعنی اگر تمہیں وہ مومنہ عورتیں معلوم ہوں تو انہیں کفار کی طرف واپس مت کرو"۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے معاہدے کو فسخ کیا ہے تو آپ ﷺ کے بعد کسی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے لئے کون ہے جو دین کے خلاف کسی شرط کو جائز قرار دے۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ

"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ جو شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ سینکڑوں شرطیں ہوں، اللہ کی شرط سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اللہ کی کتاب سب سے زیادہ برحق ہے"۔

(ج) مشرکین کے خلاف جنگ کے معاملہ میں عام فقہاء کی طرح ابن حزمؒ بھی اسلامی آدابِ جنگ کو ملحوظ خاطر رکھنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ کے نزدیک جنگلات کو تباہ کرنا جائز نہیں۔ صرف ضرورت پڑنے پر مشرکین کے باغات وغیرہ نذر آتش کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے بنو نضیر یہود کے باغات نذر آتش کرا دیئے تھے۔(۳۱)

حافظ ابن حزمؒ کے نزدیک کفار کی عورتوں اور نابالغ بچوں کا قتل جائز نہیں لیکن اگر وہ مسلمانوں سے قتال کریں تو انہیں قتل کرنے کی اجازت ہے۔(۳۲)

ابن حزمؒ کے نزدیک دار الحرب میں جہاد کے علاوہ یا قیدی کا خط و پیغام پہنچانے کے علاوہ کسی اور مقصد سے جانا جائز نہیں۔(۳۳)

ان کے نزدیک کسی مسلمان قیدی کا فدیہ صرف مال ہو سکتا ہے یا کافر قیدی۔(۳۴)

خارجہ پالیسی اور دوسری حکومتوں سے روابط کے متعلق جن احکام کی تائید یا تنقید کے سلسلے میں امام ابن حزمؒ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ زیادہ تر کتاب و سنت کے قریب تر ہے۔

امام ابن حزمؒ کے نزدیک قرآنی نصوص کے خلاف مشرکین سے ہونے والے معاہدوں کو باطل قرار دینے کے سلسلہ میں دراصل ان پالیسیوں پر تنقید کی گئی ہے جن پر شاھانِ طوائف اپنے زمانہ حکومت میں کاربند تھے۔ یہ لوگ اپنی حکومت کی حفاظت کے خاطر شاھانِ نصاریٰ سے دار الاسلام کے حساب پر معاہدے کر ڈالتے تھے۔

خلافت و غیر خلافت سے متعلق ابن حزمؒ کے بعض سیاسی نظریات سے ہم اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابن حزمؒ نے بعض ایسے جدید نظریات پیش کئے جو اسلام کے سیاسی فکر میں اثر انداز ہوئے۔ ان نظریات میں علمی استقلال اور آزادانہ اجتہاد کی روح بالکل ظاہر ہے۔

علاوہ ازیں امام ابن حزمؒ نے جن سیاسی موضوعات سے تعرض کیا ان کے تمام نقطہ ہائے نظر پر کافی و وافی تفصیل موصوف نے پیش کی ہے۔

دوسروں کے آراء کو پیش کرنے میں حسب عادت موصوف انصاف سے کام لیتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

موصوف مختصر نویسی کے بجائے طوالت و تفصیل کو ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں اور مخالفین کی ہر ہر دلیل پر اپنی تیز و تند زبان میں نقاش و جرح و قدح کرتے ہیں۔ (۳۴)

اپنی اس امانت دارانہ پیش کش کے ذریعے موصوف امام ابن حزمؒ نے سیاستِ اسلام (السیاسۃ الشرعیہ) کے میدان فکر میں ایک دوسرا بڑا احسان بھی کر ڈالا ہے۔

"رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ و غفراللہ لہ"

حاشیہ جات

۱-صاعد: طبقات الامم، بیروت، ۱۹۱۲ء، ص ۷۵ ــــ ۲- طبقات الامم، ص ۷۷ ــــ ۳-الحمیدی: جذوۃ المقتبس (الدارالمصریہ، ۱۹۶۶ء) ص ۸، ۳، طبقات الامم، ص ۷۷ ــــ ۴-المقری: نفح الطیب (دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۳۶۷ھ) ۲/ ۲۸۳ ــــ ۵- وفیات الاعیان (دار صادر، بیروت، ۱۹۷۰ء) ۳۲۵/۳ ــــ ۶- ابن حزم الاندلسی (المطبعہ الھاشمیہ، دمشق، ۱۳۵۹ھ) ص ۴۱ و معجم فقہ ابن حزم (دارالفکر، دمشق ۱۹۶۶ء) مقدمہ ص ۱۳ ــــ ۷-الاعلام (مصر) ۳۳۲/۵ ــــ ۸- تذکرۃ الحفاظ (احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۷۷ھ) ۳/ ۱۱۵۳ ــــ ۹- معجم المولفین (مطبعہ الترقی، دمشق، ۱۳۷۸ھ) ۷/ ۱۶ ــــ ۱۰-طبقات الامم، ص ۱۰۲، نفح الطیب، ۲/ ۲۸۳ (بتحقیق محی الدین) ــــ ۱۱-ڈاکٹر محمد سلیم: النظام السیاسی للدولہ الاسلامیہ (مصر، ۱۹۷۵ء) ص ۶۸ ــــ ۱۲-ابن حزم: جوامع السیرۃ (مصر) ص ۳۴۰ ــــ ۱۳-ابوزھرۃ: ابن حزمؒ حیاتہ و عصرہ (مطبعہ مخیمر) ص ۲۲۷-۲۳۸ ــــ ۱۴-ابن حزمؒ: الفصل فی الملل والنحل (موسسہ الخانجی، القاھرہ) ۴/ ۴۵-۴۶ ــــ ۱۵-ابن حزمؒ: نقطہ العروس (القاھرہ، ۱۹۵۱ء) ص ۱۷۳ الفصل، ۴/ ۱۱۲ ــــ ۱۶-ابن حزمؒ: الفصل، ۴/ ۸۷ ــــ ۱۷-الکتانی: معجم فقہ ابن حزم، ص ۳۳۷ ــــ ۱۸-شذرات من کتاب السیاسہ بتحقیق محمد ابراہیم الکتانی مجلّہ تطوان عدد ۵ الی ۱۹-الفصل، ۴/ ۸۸ ــــ ۲۰-الفصل، ۴/ ۱۶۹-۱۷۰، النظریات السیاسہ الاسلامیہ ص ۲۱۱۹۷- بلاسیوث: ابن حزمؒ فی قرطبہ، ص ۸۹، الفصل، ۴/ ۱۷۱ ــــ ۲۲-ابن حزمؒ: شذرات فی کتاب السیاسہ بتحقیق محمد ابراہیم الکتانی مجلہ تطون- عدد ۵-۱۹۶۰، ص ۳-۴-۵-۶-۷ ــــ ۲۳- ایضاً ــــ ۲۴-ابن حزمؒ: رسالہ التلخیص لوجوہ التخلیص، ص ۱۷۳-۱۷۴ ــــ ۲۵-ابن حزمؒ: الفصل، ۴/ ۱۶۷، ۱۷۶ ــــ ۲۶-ابن حزمؒ: الفصل، ۴/ ۱۷۶ ــــ ۲۷-ابن حزمؒ: رسالہ التخلیص، ۱۷۴ ــــ ۲۸-ابن حزمؒ: رسالہ التخلیص، ۱۷۴ ــــ ۲۹-ایضاً ــــ ۳۰- ابن حزمؒ: الاحکام، ۵/ ۶۷۸-۶۷۹ ــــ ۳۱- ابن حزمؒ: المحلی بتحقیق زیدان، ۷/ ۴۶۷ ــــ ۳۲-ابن حزمؒ: المحلی بتحقیق زیدان، ۷/ ۴۷۲ ــــ ۳۳- معجم فقہ ابن حزم، ص ۳۴۹ ــــ ۳۴-ابوزھرۃ: ابن حزمؒ، ص ۲۴۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ